رجسٹرڈ نمبر ا ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد | می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

سالانہ چندہ	۳/
فی پرچہ	۲/

[illegible]

جلد ۹ | کاکوری یکشنبہ ۱۶ اگست ۱۹۴۲ء مطابق ۳ شعبان المعظم ۱۳۶۱ھ | نمبر ۸

ادبیات

غزل مولوی سید ظہور الدین احمد مرحوم

(۲۰ مئی ۱۹۲۲ء کو بمقام کاکوری افتخار الشعراء منشی عبد الوحید صاحب نیرنگ کی صدارت میں جو مشاعرہ حضرت نیر مرحوم کے زیر انتظام منعقد ہوا تھا پڑھی گئی تھی۔ (اڈیٹر)

سنا ہے تیغ لے قاتل تری حاجت روا کچھ ہو
اگر یہ سچ ہے تو میری بھی تجھسے التجا کچھ ہے

کہوں کیا حال دل، درد جگر کی انتہا کچھ ہو
ادا سے پرسش غم دیکھو غرض کچھ ہو دوا کچھ ہے

حیا سے وہ کسی کے سامنے آئے نہ آتے ہیں
بیٹھا ہوں کہ اک آئینہ صورت آشنا کچھ ہے

بتاتی ہے دلکشی کی سرخی دست نازک کی
ترے رنگ حنا میں شرکت خون وفا کچھ ہے

بہت گل نے دیکھے ہیں جگر [illegible]
خبر سیر گل رعنا کی بھی باد صبا کچھ ہے

ہجوم رنج و غم سے بھر گئی ساری جگہ لیکن
غنیمت ہے ابھی دل میں خیال دلربا کچھ ہے

محبت کیلئے کافی ہے حسن دلربا تیرا
مجھے پروا نہیں انکی اگر جور و جفا کچھ ہے

عجب انداز سے بیٹھا ہے پیش آئینہ کوئی
ادا دونوں جہاں کی شوخی نگاہ ہے نہیں حیا کچھ ہے

کسی کو انکے وعدہ کا بھروسہ ہو تو کیونکر ہو
زباں پر کچھ ہے اور دل میں نگاہ فتنہ زا کچھ ہے

نگاہ ناز کو دعویٰ کہ تیر بیخطا ہوں میں
ادا کہتی ہے کہ انکی مجکو تائید قضا کچھ ہے

دم تشنگی سے جان لب پر آگئی یا پھول
ترے ساغر میں اے ساقی شراب جانفزا کچھ ہے

خموشی کا جو شکوہ کر رہے ہوں کوئی مصلحت [illegible]
تمہارے طرز پرسش سے [illegible] کیا کچھ ہے

کہا انکا ذکر یہاں صرف اتنا ناصر کرنا
مجھے اپنی زباں کا بھی لحاظ اے بیوفا کچھ ہے

تمہاری بے نیازی سے مرا دل خوب واقف ہے
نگاہ لطف میں بھی بندہ پرور مدعا کچھ ہے

یہ مانا آپکی زلفیں درازی میں تماشا ہیں
مگر میری شب ہجراں تیاری سے سوا کچھ ہے

قفس بلبل گل کا حقیقت کچھ نہیں کہتا
تمہاری داستاں کچھ ہے ہمارا ماجرا کچھ ہے

ظہورا تابکے دیکھی غفلت ہی شغل ہی دماغ
خدا کا خوف بھی دل میں ترے مرد خدا کچھ ہے

شفق!

(از جناب ... کاکوری اخبار کیلئے)

رضوان کی گلکاری ہے یا آسمان پر بکھرے ہوئے لالہ کے پھول۔ دل عاشق کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہیں یا کسی کے جگر کی آگ۔ قدرت کے چہرے کا غازہ ہے یا پریوں کے ہونٹوں کی سرخی۔ لیلیٰ کی مہندی کا رنگ ہے یا سری کرشن کے گلال کا چھینٹا۔ شوخ تاروں کی چولی کا رنگ ہے یا لیلائے شب کی رنگیں ساری۔ حضرت آدم کے چہرہ انفعال کی سرخی ہے یا ماما حوا کے غازہ حسن کا گلگونہ۔

ایچ۔ ایس۔ نگار عباسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | کاکوری یکشنبہ ۱۶ اگست ۱۹۴۲ء | نمبر ۸

جنگ کا پینتیسواں مہینہ

(قادری احمد محسن علوی صاحب تماشائی از بمبئی)

انگریز مبصروں کا قیاس صحیح ثابت ہوا کیونکہ درحقیقت اسی روز کے مصائب کا جنگی اندازہ کسی قدر درست معلوم ہوتا ہے۔ ۲۰ دن تو خدا خدا کر کے ختم ہوئے جو واقعی انتہائی سخت امتحان میں گذرے لگے، ۵۰ دن . . کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔ لیکن اتحادیوں کی بڑھتی ہوئی قوت اور اُنکے محفوظ ذخیرے آخری فتح کی ضمانت کرتے ہوئے ہم کو یقین دلاتے ہیں کہ جنگی پانسہ مستقبل قریب میں پلٹ جائے گا اور ظالموں کو اپنے کردار کی سزا مل کر رہے گی ۔۔۔!

جنگ پوری شد و مد کیساتھ عالمگیر تباہیوں اور بربادیوں کی طرف کرۂ ارض کو گردش محوری کے مانند گھسیٹ رہی ہے اور روئے زمین عالم پر چپہ بھر بھی زمین ایسی باقی نہیں رہی ہے جہاں تک کہ اس جنگ کے اثرات نہ پہونچے ہوں۔ بعض خوش نصیب خطے ایسے ضرور ہیں جہاں جنگی شعلوں کی لپیٹ ابھی تک پہونچ نہیں سکی ہو لیکن اطراف و اکناف کا مطلع غبار آلود ہونیکی وجہ سے سکون قلب کسی کو بھی حاصل نہیں ہے ۔۔۔!!

اگر جنگی محاذ کی طرف تفصیلی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ نصف کرۂ مشرقی میں جاپانی نقشہ جنگ کچھ عجب طرح سے رنگ بدلتا جا رہا ہے۔ کبھی اسٹریلیا کے براعظم کی طرف خوفناک تباہیوں اور بربادیوں کے مناظر دکھائی دیتے ہیں تو دوسری جانب جزائر الیوشن اور ولاڈی واسٹک سے لیکر ولندائی کی پہاڑیوں تک مسلسل قلعہ بندیوں کی تعمیر کسی نئی آفت کی طرف ذہن کو منتقل کرنیکی کوشش کر رہی ہے۔ بصورت ظاہر جدید ایشیائی نظام کے مجوزہ نقشہ کو صحیح طور پر سمجھنا اور قطعی رائے قائم کرنا بھی دشوار ہے۔ اتحادیوں کی حکمت عملی اور بحر اسکاہل کی آنکھ مچولیاں بڑے مزے کی ہیں لیکن سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ امریکہ نے اپنی مغربی ذمہ داریوں کے واسطے اتحادی نظام کے تحت کیا نقشہ قائم کیا ہے۔ جاپانی پیش قدمیوں کا سد باب کیونکر ہوگا۔ روس کو مشرقی خنجر سے محفوظ کرنیکی کیا سعی کی جائیگی اور بہادر چینیوں کو مرض الموت سے کسطرح بچایا جائیگا ۔۔۔!!!

مغربی محاذ کا نقشہ بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے۔ دشمن نے قدیم نقشہ کو بدل کر ابکی دفعہ دریائے ڈون" کو عبور کرنے کے بعد ایک مثلث کی شکل میں یوکرین اور شمالی کوہ قاف" کو محصور کر کے بقیہ روس سے علحدہ کر دیا ہے۔ اس حکمت عملی کی بنا پر اسٹالن گراڈ روستو اور ماسکو سے آنیوالی ریلیں بالکل منقطع کر دی گئی ہیں کوئی روسی امداد "قاف" کو پہونچانا ناممکن ہے۔

بحیرۂ خضر اور بحیرۂ اسود کی قلعہ بندیوں کو رسد ملنی دشوار ہوتی جا رہی ہے ظالموں نے بحیرۂ خضر کو بحر اسود سے ملانے والی ریلوے لائین کو بھی بیکار کر دیا ہے جسکی وجہ سے مشرقی قاف مغربی علاقہ سے قطعی منقطع ہو چکا ہے۔

اسٹالن گراڈ اور استراخان کی طرف پیشقدمی کرنے میں کوئی طبعی رکاوٹ بھی نہیں ہے نشیبی علاقہ پر دشمن تیزی کیساتھ بڑھتا ہوا ان دونوں اہم دریائی گذرگاہوں پر بہ آسانی قابض ہو سکتا ہے۔ ان اہم قلعہ بند مقامات کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے۔ دشمن روز بروز قریب پہونچتا جاتا ہے اور کوہ قاف کے ذخیرہ معدنی پر اُسکا اقتدار حاصل ہوتا جا رہا ہے۔ اگر خدانخواستہ مارشل تموشنکو کو یہاں پر دشواری پیش آئی اور محفوظ مورچوں پر اپنی فوجیں ہٹانی پڑیں تو بحیرۂ اسود سے لیکر روسی ترکستان اور دریائے والگا کے نشیبی میدانوں سے لیکر ایران اور ترکی کی سرحد تک بڑھنے سے روکنے والی کوئی قوت موجود

نہیں ہے ——— !

مندرجہ بالا ابساط دیکھنے کے بعد بازی ایسی قائم معلوم ہوتی ہے کہ اس کو ختم کرنے میں بڑے بڑے شاطرون کے چھکے بھی چھوٹ جائینگے۔ کوہ قاف سے روس کو ۸۰ فیصدی معدنی تیل دذخائر کا انبار دستیاب ہوتا ہے۔ صرف جنگی اغراض ہی کے تحت روس کو نقصان نہیں پہونچ رہا ہے بلکہ اس عظیم الشان ملک کی جملہ دست کاریان، زراعت اور مصنوعات کا دارومدار کوہ قاف کے تیل پر ہی تھا۔ کارخانون، غلہ کے کھیتون اور دیہی صنعتون تک ہر ہر گھر مین کاروبار قطعی بند ہو جائے گا جب روسی نظام کا سنگ بنیاد ہی بیٹھ جائے گا تو سلطنت روس کی عالیشان عمارت کتنے دنون تک بادوباران اور طوفان قیامت خیز کی تاب لاسکے گا ——— !!

اس نازک ترین دور مین اتحادیون کی سعی رنگ لارہی ہے جرمن کے مقبوضہ علاقہ جات فرانس، بلجیم اور ہالینڈ پر دن رات اتحادیون کے حملہ ہوتے رہتے ہین لاکھون من بمون کی بارش سے دشمن کو قرار واقعی نقصان پہونچا کر ان کی مرکزی قوت کو کمزور کیا جارہا ہے۔ لیکن اسکے باوجود ضرورت اس کی ہے کہ ایک نیا محاذ قائم کر کے دشمن کی توجہ دوسری طرف بجہت ممکنہ پلٹ دی جائے تاکہ روسی حملہ آور ہو کر کھوئے ہوے علاقون کو دوبارہ حاصل کرلین اور نتیجۂ اتحادیون کی پشت پناہ بن سکین اگر خدانخواستہ روس نے ہمت توڑ دی تو دشمن کا پورا دباؤ برطانوی عساکر پر جائے گا اور ایران و فلسطین کے علاقہ سے جانے وطن تک حالات خطرناک ہوتے چلے جائینگے ——— !!!

مصری محاذ پر جنرل آکنلک اپنی آٹھوین فوج کے ساتھ العالمین کے مورچہ پر دشمن کو روکے ہوے ہین قدرتی معاونت بھی ہے۔ العالمین کی پہاڑیان دشمن کے راستون کو مسدود کئے ہوے ہین سلطنت برطانیہ کا اہم ترین مقام اسکندریہ خطرہ مین ہے۔ اگر خدانخواستہ العالمین سے ہٹنا پڑا تو اسکندریہ اور پورٹ سعید کا محفوظ رکھنا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جائیگا!!

بحیرہ روم کی بحری لڑائیون اور بحیرۂ الکاہل کے مختلف محاذون پر دشمن سے متعدد معرکے ہوئے۔ مخالفین کو کافی نقصان پہونچا۔ لیکن اب بھی اتحادیون کی مخفوظ قوت اور روز بروز جنگی تیاریون کی بدولت توقع ہے کہ جنگ عنقریب ختم ہو جائیگی اور ظالمون کا صفحہ ہستی سے صفایا ہو جائے گا ——— !!

۱۰ اگست ۱۹۴۲ء

نقوش

غلہ وغیرہ کی گرانی: گذشتہ ۲۷ جولائی ۱۹۴۲ء کو قصبہ کے معززین کا ایک ڈپوٹیشن جس مین ہندو مسلمان کے نمائندے شامل تھے زیر سرکردگی منشی اظہر علی صاحب ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی) جناب ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا اور منجملہ دیگر شکایات کے قصبہ مین غلہ اور دیگر اشیاء ما بالاحتیاج کی گرانی کے خاص طور پر شکایت کی تھی اور ڈپٹی کمشنر صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخون پر چیزیں فروخت نہیں ہو رہی ہین اور گورنمنٹ کے احکامات کے خلاف ورزی کو پولیس نظرانداز کرتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ارکان ڈیپوٹیشن مین سے پانچ حضرات (شیخ ظفر الحسن صاحب، منشی امیر احمد صاحب علوی بی۔ اے قاضی راشد علیخان عباسی بی۔ اے، بابو شیو نرائن، منشی احترام علی علوی) کی کمیٹی بنا کر ہدایت کی تھی کہ یہ حضرات نگرانی رکھین کہ تجار مقررہ نرخ سے زائد قیمتون پر غلہ وغیرہ نہ بیچین اور وقتاً فوقتاً حالات سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو مطلع کرتے رہین۔ ہم کو نہین معلوم کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہین، اور کہانتک ان حضرات کی نظر پبلک کی تکالیف کی جانب ہے جبکہ ہم دیکھ رہے ہین کہ ہر بازار مین خصوصاً اور روزانہ کے خرید و فروخت مین عموماً بنئے اور تجار کیا کیا زیادتی کر رہے ہین اور من مانی دام چیزون کے عام طور پر وصول کر رہے ہین۔ پبلک بیچاری سرد ہنتی ہے لیکن کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ بھی

وعدہ گیا تھا کہ وہ خود براہ راست مذکورالصدر حضرات کے پاس نرخ وغیرہ کے اطلاعات بھیجتے رہیں گے۔ جہانتک ہم کو علم ہے موصوف نے کوئی اطلاع کسی کے پاس نہین بھیجی۔ ایسی صورت مین ان حضرات کا فرض تھا کہ وہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو یاددہانی کرتے اور یہان کے حالات سے مطلع کرتے کئی بازارونمین احکامات کے خلاف ورزی کو دیکھکر ہم نے بعض اراکین کو توجہ دلائی اور ہم سے وعدہ بھی کیا گیا لیکن عملاً کچھ نہین ہوا افسوس ہو کہ پبلک کے تکالیف سے باخبر رہنا بھی کسرشان سمجھا جا رہا ہے۔ ہم کو اندیشہ ہو کہ کہین صورت حال بد سے بدتر نہ ہو جائے۔

بیکس دوست

اے وہ شخص جو بدنصیبی کے گہوارہ مین پیدا ہوا۔ ذلت کی گود مین پلا اور پرورش پائی اور ظلم واستبداد کے محل کے سایہ مین جوان ہوا اپنی سوکھی روٹی ٹھنڈی سانسون کے ساتھ کھاتا ہے اور میلا پانی جسمین آنسوؤن کے قطرے شامل ہین گھٹ گھٹ کر پیتا ہو۔

اے وہ سپاہی جسکے اوپر انسان کے ظالم قانون کی رو سے یہ ضروری ہے کہ اپنے بیوی بچون اور دوست واحباب کو چھوڑ کر موت کے میدان کیطرف چلا جائے۔ لوگون کے ظلم کی آگ بجھانے کیلئے جس کا نام انھون نے "واجب" اور "فرض" رکھ چھوڑا ہو۔

اے وہ شاعر جو اپنے وطن مین مسافر کیطرح اور دوستون مین غیرون کی طرح زندگی بسر کرتا ہے اور قلم و دوات کے علاوہ دنیا کی نعمتون سے صرف لقمہ ایک نوالہ زندہ رہنے کیلئے راضی ہو۔

اے وہ قیدی جو تاریکی مین ڈالدیا گیا ہے۔ معمولی غلطی پر جسکو ان لوگون کی جہالت نے جو بدی کا مقابلہ بدی سے کرتے ہین بہت بڑا سمجھ لیا ہے اور انکی عقلون نے جو اصلاح چاہتے ہین فساد کے ذریعہ سے حیرت انگیز خیال کر لیا ہے۔

اے خوبصورت غریب لڑکی جسکے حسن وجمال کو مہذب اور تعلیم یافتہ نوجوان نے دیکھا اور پیچھے لگ گیا۔ تیرے افلاس پر اپنی ریاست سے غلبہ پالیا اور تو نے اپنے کو اس کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے تجھکو مجروح شکار کی طرح چھوڑ دیا۔ اور اب تو ذلت وبدبختی کے جنگل مین کانپ رہی ہے۔

تم لوگ اے بیکس دوستو۔ انسانی شریعت کے شکار ہوئے ہو تم لوگ بدنصیب ہو اور تمھاری بدنصیبی زبردست۔ حاکم کی ناانصافی سرمایہ دار کے ظلم اور بندۂ ہوس کی سرکشی وانانیت کا نتیجہ ہے۔

تم لوگ شگوفون کی مانند ہو جو سرمایہ مین اُگے ہین عنقریب لطیف ہوائین چلین گی اور تمھارے بچونکو آفتاب کے روشنی مین لے جائینگی تم وہان پرسکون زندگی پاؤ گے۔

تم لوگ ان بے برگ وثمر درختون کی طرح ہو جو جاڑے کی برف سے بوجھل ہو گئے ہین۔ بہار کا زمانہ آنے والا ہے جو تم کو تر و تازہ پتون کا لباس پہنائے گا۔ بہت جلد حقیقت آنسوؤن کے نقاب کو تمھارے تبسم سے الٹ دے گی۔

"مین تمہین پیار کرتا ہون۔ اے دوستو اور تمھارے ظلم کرنیوالون پر لعنت"

(رسالۂ اضطراب)

کابلی والا

(از ٹیگور)

مترجمہ ایچ۔ ایس۔ نگار عباسی صاحبہ

گذشتہ سے پیوستہ

ان الفاظ نے میرے کانون مین جیسے زخم سے لگائے۔ مین نے اس سے پہلے کبھی ایسے شخص سے گفتگو نہ کی تھی جس نے اپنے ایک ہمجنس کی جان لی ہو اور اس خیال سے میرا دل آپ سے آپ بھینچنے لگا۔ کیونکہ مجھے محسوس ہوا کہ اگر آج رحمان نہ آتا تو شگون بہتر ہوتا۔ مین نے کہا گھر مین کچھ رسمین ادا ہو رہی ہین اور مین مصروف ہون۔ کیا تم پھر کسی دن آسکو گے؟ فوراً وہ جانے کیلئے مڑا مگر دروازے تک پہونچ کر رک گیا اور ذرا ہچکچا کر بولا جناب کیا مین ایک لمحہ کیلئے ننھی بچی کو دیکھ سکتا ہون؟ اسے یقین

تھا کہ منی اب تک وہی ننھی سی بچی تھی۔ اس نے اپنے تخیل میں اسے اپنے تک "او کابلی۔ او کابلی" پکارتے ہوئے دوڑ کر آتے دیکھا تھا۔ اس نے یہی تصور کیا تھا کہ وہ پہلے کیطرح ہنس ہنس کر باتیں کریں گے۔ بلکہ وہ پرانے دنوں کی یادگار میں کشمش، پستہ اور انگور بھی لایا تھا۔ جو اس نے نہایت احتیاط سے کاغذ میں لپیٹ رکھے تھے۔ اور جو شاید اس نے کسی دیہاتی سے قرض لئے ہوں گے۔ کیونکہ جو کچھ روپیہ اس کے پاس تھا ضایع ہو چکا تھا۔

میں نے پھر کہا "گھر پر ایک رسم ادا ہو رہی ہے اور آج تم کسی کو نہیں دیکھ سکتے" پھیری والا کچھ افسردہ سا ہو گیا اس نے خیالات میں کھوئے ہوئے شخص کی طرح ذرا دیر تک میری طرف دیکھا اور پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ مجھے کچھ افسوس ہوا اور میں اسے دوبارہ بلانے والا ہی تھا کہ وہ خود ہی آ گیا اور اپنا تحفہ یہ کہتے ہوئے میری طرف بڑھا دیا "جناب میں ننھی بچی کیلئے چند چیزیں لایا ہوں۔ کیا آپ انھیں اس تک پہنچا دیں گے؟" میں نے پھل لے لئے اور اسکی قیمت ادا کرنا چاہتا تھا کہ کابلی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔ "سرکار۔ آپ بہت مہربان ہیں مجھے یاد رکھیے گا مجھ قیمت کی ضرورت نہیں! آپ کی ایک ننھی بچی ہے۔ میری بھی ایک ننھی سی بچی میرے گھر پر ہے۔ میں اس کا خیال کرتے ہوئے یہ پھل آپ کی لڑکی کیلئے لایا ہوں۔ مجھے اسمیں اپنا فائدہ منظور نہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ اپنے ڈھیلے ڈھالے چغے کے اندر ڈالا اور چھوٹا سا نہایت میلے کاغذ کا ٹکڑا نکال لیا۔ اور اسے نہایت احتیاط سے کھولتے ہوئے میز پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے اسکی شکنیں برابر کیں۔ اس پر ایک ننھے سے ہاتھ کا پورا عکس بنا ہوا تھا۔ تصویر نہیں۔ ڈرائنگ نہیں۔ بس ایک روشنائی بھرے ہاتھ کا پورا نشان! اپنی ننھی سی بچی کے ہاتھ کا یہ نقش اس نے ساری عمر اپنے دل سے لگائے رکھا تھا جبکہ ہر سال وہ کلکتہ میں اپنی چیزیں بیچنے آیا کرتا تھا!

میری آنکھیں نم ہو گئیں۔ میں بھول گیا کہ وہ ایک غریب کابلی میوہ فروش تھا جبکہ میں .... مگر نہیں میں اس سے زیادہ کیا تھا؟ وہ بھی ایک باپ تھا۔

اسکی لڑکی، دور دراز .... کے پہاڑی وطن میں رہنے والی شہلا کے ہاتھ کے نشان نے مجھے میری ننھی سی منی کی یاد دلا دی۔ میں نے فوراً منی کے بلانے کیلئے آدمی اندر بھیجا۔ اسمیں مجھے بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر میں نے سب کو نظر انداز کر دیا۔

سرخ ریشمیں کپڑوں میں ملبوس، ماتھے پر صندل لگائے ہوئے اور کمسن دلہن کی طرح سجی ہوئی منی آ کر حیا سے سر نیچا کئے میرے سامنے کھڑی ہو گئی۔

کابلی اس تبدیلی پر متحیر تھا۔ اور اپنی پرانی دوستی تازہ نہ کر سکتا تھا آخرکار اس نے مسکرا کر کہا "ننھی بچی کیا تم سسرال جا رہی ہو؟" مگر اب منی لفظ "سسرال" کے معنے سمجھتی تھی اور اسے پہلے کی طرح جواب نہ دے سکتی تھی۔ اس کا چہرہ اس سوال پر شرم سے سرخ ہو گیا اور وہ دلہن کی طرح سر نیچا کئے کھڑی رہی:۔

مجھے وہ دن یاد آیا جب کابلی اور میری منی پہلی مرتبہ ملے تھے اور میں مغموم سا ہو گیا۔ جب منی چلی گئی تو رحمان نے ایک گہری سانس لی اور فرش پر بیٹھ گیا .... وہ سوچ رہا تھا کہ اسکی بیٹی بھی بڑی ہو گئی ہو گی اور اسے اس سے دوبارہ محبت کا رشتہ قائم کرنا پڑے گا۔ وہ اتنا عرصہ گھر سے غیر حاضر رہا تھا اور یقیناً وہ اسے ویسا نہ پائے گا جیسا کہ چھوڑ گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان آٹھ سال میں اس پر کونسی افتاد نہ پڑی ہو گی؟

شادی کے باجے بج رہے تھے۔ اور خزاں کی ہلکی ہلکی دھوپ ہم لوگوں پر پڑ رہی تھی۔ مگر رحمان کلکتہ کی تنگ گلی میں بیٹھا اپنے سامنے افغانستان کی برہنہ چوٹیاں دیکھتا رہا۔ میں نے ایک کرنسی نوٹ نکالا اور رحمان کو دیتے ہوئے کہا۔ "رحمان!"

اپنی بیٹی کے پاس جاؤ۔ خدا کرے کہ تمہاری اس ملاقات کی خوشی میری بیٹی کے لئے نیک شگون ثابت ہو۔"

اسے یہ تحفہ دینے کے بعد مجھے چند باتیں نظر انداز کرنا پڑیں یعنی بجلی کی روشنی اور فوجی بینڈ نہ منگوا سکا اور گھر کی خواتین کسی قدر کچھ افسردہ سی ہو گئیں۔ مگر میرے لئے شادی کی دعوت اس خیال سے اور زیادہ دل کش ہو گئی کہ دور دراز ملک میں ایک مدت کا بچھڑا ہوا باپ اپنی اکلوتی بیٹی سے پھر ملیگا۔

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں و اطلاعات دفتر میں ارسال کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ ۲۰ جولائی کے بعد سے وقفہ وقفہ سے بارش ہوتی رہی عموماً سرد ہوائیں چلتی رہتی ہیں جب ہوا بند ہو جاتی ہے حبس کی وجہ سے اذیت ہوتی ہے آسمان پر اگر ابر نہیں ہوتا تو دھوپ میں بڑی تیزی ہوتی ہے زیر آسمان شب کو شبنم کی وجہ سے سویا نہیں جا سکتا۔ برآمدوں میں مچھروں کی یورش سے نیند کم آتی ہے بارش موقع موقع سے ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فصل کیلئے مفید ہے۔

آب و ہوا:۔ اطلاعات آرہی ہیں کہ بعض محلوں میں فصلی بیماری کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے مختلف محلوں میں لوگ بیمار ہوئے اور اچھے ہو گئے کچھ اموات بھی واقع ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم رکھے اور سب محفوظ و مامون رہیں۔ ٹاؤن ایریا کی جانب سے تدابیر شروع کر دی گئی ہیں ٹیکے لگائے جا رہے اور کنوؤں میں دوا ڈالی جا رہی ہے بخار کی بھی کچھ شکایات کی اطلاع ملی ہے جو شبنم میں سونے کے باعث نزلہ ہو جانے کے سبب سے ہو سکتا ہے مقامی ڈاکٹر بابو بلدیو پرشاد دلچسپی سے کام کر رہے ہیں۔

ولادت:۔ رامپور سے اطلاع آئی ہے کہ حاجی شفیق احمد علوی (محلہ باولی) کے یہاں ۹ اگست ۱۹۳۲ء یکشنبہ کے دن ۶ بجے صبح کو لڑکی تولد ہوئی۔ مولودہ کی عمر دراز ہو اور خدا صاحب اقبال کرے زچہ و بچی بخیریت ہیں۔

رجبی شریف:۔ ۲۶، ۲۷ رجب کی درمیانی شب میں بڑی مسجد واقع کٹرہ بازار حسب دستور رجبی کی محفل منعقد ہوئی تھی۔ حافظ محمد عنایت نے معراج شریف کا بیان کتاب سے پڑھا۔ ختم محفل کے بعد حاضرین کو تبرک تقسیم کیا گیا۔ مجمع اچھا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

تقرر:۔ منشی یونس حسن علوی، ایم۔ اے (کوٹھی تلہ) جو کانپور کے کسی اسکول میں اسسٹنٹ ماسٹر تھے سنا گیا ہے کہ کالون تعلقدار انٹرمیڈیٹ کالج، لکھنؤ میں اردو و فارسی کے لیکچرر بمشاہرہ ... روپیہ ماہوار مقرر ہوئے اور لکھنؤ آکر نئی خدمت کا چارج اول ہفتہ اگست سے لے لیا خدا مبارک کرے

(۲) بارہ بنکی کی ایک تحریر سے یہ خبر دریافت کرکے خوشی ہوئی کہ شیخ محمد فاروق علی عباسی خلف شیخ اکرام علی عباسی مرحوم (احاطہ غلام جیلانی) کے تقرر بعہدہ انجینیری ڈسٹرکٹ بورڈ کو لوکل گورنمنٹ نے منظور کر لیا ہے اللہ مبارک کرے اور جلد استقلال ہو آمین۔

وطن سے روانگی:۔ اہلیہ سید ثابت علی عباسی (محلہ قلعہ) جو تقریباً چودہ سال کے بعد مئی ۱۹۳۲ء میں وطن آئی تھیں اور علاج وغیرہ کے سلسلہ میں ۱۳-۱۴ ماہ مقیم رہکر اور صحتیابی کے بعد ۲ اگست (دوشنبہ) کی سہ پہر کو یہاں سے اور دو روز لکھنؤ میں ڈاکٹر ڈگلس (معالج لیڈی ڈاکٹر) سے مشورہ کے لئے ٹھہر کر پنجشنبہ ۶ اگست کو سید شجاعت علی عباسی (جو اورنگ آباد سے گزشتہ جون میں آئے تھے) کے ہمراہ مع اپنی صاحبزادی اور صاحبزادہ سید واثق علی عباسی کے روانہ ہو گئیں۔

صحت و سکون:۔ (۱) والدہ شفقت علی علوی (ٹانڈہ تلہ) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ مرض کے اثرات بڑی حد تک زائل ہو چکے ہیں ماؤف اعضا اپنی اصلی حالت پر آگئے ہیں۔

(۲) لکھنؤ سے اطلاع آئی تھی کہ مولوی محمد عاصم قیس (محلہ دلی گر) کے ناک پر ایک پھنسی نکل آئی تھی جس نے بہت زور کیا اور چہرہ متورم ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ فوری تدابیر عمل میں لائی گئیں ورم کم ہو گیا تکلیف رفع ہوئی اور پھنسی اچھی ہو رہی ہے پھنسی کی تکلیف سے بخار بھی رہا انشاء اللہ دو تین دن میں طبیعت صاف ہو جائیگی۔

(۳) محسنہ سلمیٰ دختر مولوی یقین الدین علوی (مولوی محلہ لال علی) کو سعفہ کی شکایت ہو گئی تھی اب بفضلہ اچھی ہے مرض کے اثرات زائل ہو چکے ہیں

البتہ ضعف شدید ہوگیا ہے۔ خداوندکریم نے بڑا فضل کیا۔ کمزوری بتدریج رفع ہوجائے گی۔

علالتیں:- (۱) مولوی ضیاء الدین حیدر (محلہ قاضی گڑھی) کی شکایات میں اسطرف کمی ہونا معلوم ہوا ہے۔ شب کو نیند بھی آجاتی ہے اور سانس کی بھی تکلیف نہیں۔ ابھی ضعف بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد شفاء کلی بخشے۔

(۲) منشی محمد جواد علوی (محلہ قصبہ) کی طبیعت مائل بصحت بیان کی جاتی ہے۔ حکیم صاحب معالج منضج پلاکر مسہل دینے کا ارادہ کررہے ہیں، کہ خراب مادہ جو باقی رہ گیا ہو وہ خارج ہوجائے اور وہ اپنی خدمت انجام دینے کے قابل ہوجائیں کیونکہ انکی رخصت ختم کے قریب ہے۔ خدا کرے مسہلوں کے بعد طبیعت بالکل صاف ہوجائے۔

(۳) منشی محمد نسیم علوی (محلہ باولی) کے انجکشن ہورہے ہیں۔ حرارت ابھی آتی ہے۔ شکر ہے کہ اس طرف منھ سے خون نہیں آیا۔ ضعف ہے۔ خداوندکریم صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۴) الہ آباد سے اطلاع آئی ہے کہ مولوی نصر الدین حیدر خلف مولوی نظام الدین حیدر وکیل کو (جنکو فوج میں کمیشن ملا ہے) الہ آباد میں موٹر کا حادثہ پیش آیا۔ چوٹ شدید آئی۔ اسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۵) بیوہ سید عاشق حسین مرحوم (بستی رام کٹرہ) پر وبائی اثر ہوگیا تھا۔ تقریباً دو روز تے و دست آئے اور پیشاب بند ہوگیا تھا۔ طبی امداد فوراً پہونچائی گئی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب حالت قابل اطمینان ہے۔ اللہ جل شانہٗ جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۶) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی (قاضی گڑھی) کو بخار آرہا ہے اور پیچش کی بھی شدید تکلیف ہے۔ ضعف بہت ہوگیا ہے بلا امداد جنبش دشوار ہے۔ خداوندکریم مریضہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۷) مولوی مقبول الدین علوی صاحب برگدتلہ کو کئی دن تیز بخار آیا۔ ڈاکٹر عبدالکریم (ملیح آبادی) کے علاج سے بخار کے شدائد میں کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے۔

(۸) قاضی نثار احمد خانصاحب (قاضی گڑھی) کو ایک ماہ سے پیچش کی شکایت ہے گذشتہ ہفتہ میں لرزہ سے بخار بھی آگیا تھا۔ بخار میں تو کمی ہوگئی ہے لیکن پیچش کی تکلیف ابھی ہے۔ باری تعالیٰ قاضی صاحب کو صحت عطا فرمائے۔

متفرقات:- (۱) شیخ صفدر علی عباسی خلف شیخ اظہر علی صاحب آزادؔ جو بمبئی میں جہاز کے افسر دوم کے امتحان میں شریک ہوئے تھے دریافت ہوا ہے کہ اعزاز کیساتھ کامیابی حاصل کی۔

(۲) یکم اگست ۱۹۳۲ء کو تکیہ شریف پر بعد نماز مغرب حضرت شاہ تقی علی قلندرؒ اور حضرت شاہ علی اکبر قلندرؒ کے فاتحہ ہوئے تھے۔ عین وقت پر بارش کا سلسلہ شروع ہوجانے سے قصبہ کے کم لوگ فاتحہ میں شرکت کرسکے تاہم مجمع کافی ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ حسب دستور حاضرین کو تبرک میں پلاؤ تقسیم کیا گیا۔ بعد نماز عشاء محفل سماع ہوئی۔ دوسرے دن صبح کی مجلس قوالی میں برکت علی ساکن قنوج سے (جو حضرت شاہ علی انور قلندرؒ کے مخلص مریدوں میں تھے اور ایک دن قبل بغرض شرکت فاتحہ کاکوری آگئے تھے) دفعۃً انتقال کرگئے اور تجہیز وتکفین کیوجہ سے نہیں ہوسکی۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ کئی بازاروں میں غلہ بہت گران فروخت کیا جارہا ہے اور سرکاری نرخ کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے جن حضرات نے غلہ وغیرہ کی فروخت کی نگرانی کا وعدہ کیا ہے انکو اس طرف توجہ کرنا چاہئے اور گران بیچنے والوں کا چالان کرایا جائے۔ تاکہ گراں فروشی کا انسداد ہو۔

(۴) نہایت افسوس کیساتھ یہ خبر سنی گئی کہ ہردلعزیز پوسٹ ماسٹر قاضی ابرار احمد کے تبادلہ کے احکامات آچکے ہیں اور انھوں نے بابو شیو گوپال کو چارج دیدیا ہے۔ فی الحال قاضی صاحب نے اپنی والدہ کی علالت کیوجہ سے ایک ماہ کی رخصت لے لی ہے اور علاج کیلئے یہیں مقیم ہیں۔

(۵) دریافت ہوا ہے کہ ۱۲ اگست کو دوپہر کے وقت محلہ برگدتلہ کی کسی اہیر کی لڑکی اپنے باپ کیلئے کھیت پر کھانا لئے جارہی تھی کہ چند بدمعاشوں نے پیچھے سے آکر اسکی آنکھیں بند کرلیں اور منھ میں کپڑا ٹھونس کر نالی میں گرادیا اور لڑکی کے گلے وغیرہ سے چاندی کے زیورات جو اچھی مقدار میں تھے اُتار کر چلدئے۔

زیورہ نکے اُتارنے کی عجلت میں لڑکی کے ضربات بھی آئیں ہیں دن دہاڑے ایسے واقعات کا رونما ہونا تعجب خیز ہے۔ پولیس کو پوری سرگرمی سے تحقیقات کرنا چاہیئے۔

(۶) اطلاع ملی ہے کہ پولیس نے چار اشخاص (قمر۔ میان جانی بتن) کا چالان دفعہ ۱۱۰ میں کیا ہے یہ بھی سنا گیا ہے دوسرے گروہوں کی بھی تلاش ہے۔ اہل قصبہ کو بدمعاشوں کی سرکوبی کیلئے پولیس کی امداد کرنا چاہیئے

حادثہ:۔ لالہ موہن چند (محلہ کاکستھان) نے ۲۸، ۲۹ جولائی ۳۲ء کی درمیانی شب میں بعارضہ ہیضہ یا تخمہ اس جہان سے رحلت کی انکے چاروں صاحبزادے انتقال سے پہلے لکھنؤ سے آگئے تھے۔ لاش لکھنؤ لیجائی گئی اور گومتی کے کنارے نذر آتش ہوئی۔ لالہ موہن چند بڑی خوبیوں کے انسان تھے اور پرانی ہندو تہذیب کے قابل قدر نمونہ تھے۔ انکے تعلقات ہندو مسلمانوں سے بہت مخلصانہ تھے۔ نہایت نیک نفس اور مرنجان مرنج اصول کے پابند۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے کبھی انکو کسی سے شکایت نہیں ہوئی اور نہ ان سے کسی اور کو۔ اگر کوئی بات غلط فہمی سے پیدا بھی ہوئی تو آپس میں طے کر لینے کی کوشش کی۔ آنجہانی لالہ موہن چند نے اپنی یادگار چار صاحبزادے چھوڑے جنمیں سے تین برسر روزگار ہیں۔ ہم کو اس حادثہ میں آنجہانی کے صاحبزادوں اور دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اور اظہار تعزیت کے ساتھ آنجہانی کو دائمی سکون حاصل ہونے کی دعا کرتے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ مرض الموت میں مبتلا ہونے کے دن دوپہر تک کئی بار بازار گئے تھے اور گھر کے لئے سامان خرید کر کے لائے سہ پہر سے طبیعت زیادہ نڈھال ہوئی اور ۲ بجے شب کو حالت غیر ہوگئی ۳ بجے جسم خاکی کو چھوڑ کر روح پرواز کر گئی۔

حیدرآباد کی اطلاعات:۔ (۱) مولوی امین الدین علوی خلف سوم مولوی زکی الدین خان مرحوم (مولوی محلہ) نے محکمۂ تعلیمات سے ایک طویل رخصت لے لی ہے اور خاندان علویہ کا شجرہ نہایت تحقیق سے تیار کر رہے ہیں۔ بعد تکمیل اسکی اشاعت کا ارادہ ہے اُن کا خیال ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد مدینہ منورہ روانہ ہو جائینگے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کرینگے۔

(۲) مولوی شیر الدین عثمانی کو محکمۂ تعلیمات نے ایف۔ اے کی ٹریننگ کی اجازت دیدی ہے اور وہ ٹیچرس ٹریننگ اسکول میں داخل ہوگئے ہیں۔

(۳) منشی احمد پاشا خلف منشی نیاز علی علوی (محلہ کوٹھی تل) کو آنت اُترنے کی شکایت تھی۔ ڈاکٹر نے ۱۶ اگست کو آپریشن کیا۔ خداوند کریم صحت عطا فرمائے۔

(۴) مولوی سخاوت اللہ انصاری فرنگی محلی، طویل رخصت ختم کرکے اپنے مستقر ناندیڑ آئے تھے لیکن قلبی شکایت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے عرصہ تک آرام کرنے کی رائے دی لہذا پھر طویل رخصت پر لکھنؤ واپس گئے۔ (رپورٹر)

اورنگ آباد کی اطلاعات:۔ سید ثابت علی عباسی کا تبادلہ زائد نظامت کیخدمت پر گلبرگہ ہوا ہے۔ ۱۰ر اگست کو منصفی کا چارج دیدیا ہے۔ پانچ سات روز میں گلبرگہ روانہ ہو جائیں گے۔ کچھ روز سے ثابت علی صاحب کی طبیعت خراب ہے پیروں میں درد کی تکلیف تھی ہی کہ کمر میں درد پیدا ہوگیا۔ باری تعالےٰ صحیح تندرست فرمائے اور یہ ترقی مبارک کرے۔

(۲) سید شجاعت علی عباسی معہ اپنی والدہ وغیرہ کے بخیریت اورنگ آباد پہونچ گئے۔ کانپور سے انجن کی خرابی کی وجہ سے جھانسی وغیرہ میں گاڑیاں چھوٹ گئیں اور ۲۴ گھنٹہ کی تاخیر ہوگئی بجائے جمعہ کی شام کو ہفتہ کی شام کو پہونچے۔

(۳) منشی مختار علی اور انکے دونوں بچے بخار میں مبتلا ہوگئے تھے اب بفضلہ اچھے ہیں۔

(۴) ورنگل میں ہیضہ شروع ہوجانے کی اطلاع ملی ہے۔

(۵) گذشتہ ماہ منشی نذر علی ورد کو پھر قولنج کے درد کا دورہ ہوا تھا کئی گھنٹہ تکلیف رہی۔ علاج ترک کر دیا گیا تھا پھر شروع کر دیا گیا۔ اب طبیعت اچھی ہے۔ (رپورٹر)

سید توسل حسین نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس، لکھنؤ میں چھاپا اور سید محمد شیر الدین نے مولوی محلہ (دلال اعلی) کاکوری سے شائع کیا